فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نومولود کو گھٹی دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے نومولود بچوں کو لاتے تھے اور تبرک کے لیے آپ سے گھٹی دلواتے تھے۔تبرک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص عمل ہے۔

۞ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (780ھ) فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے علاوہ کسی کے لیے یہ (تبرک) مقرر نہ کیا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بھی تھے۔ان کے ساتھ اس طرح کا کوئی معاملہ نہیں کیا گیا۔نہ سیدنا عمر سے کوئی اس طرح کا تبرک لیا گیا۔ وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد امت میں سب سے افضل تھے، پھر سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام تھے، کسی صحابی کے بارے میں باسند صحیح ثابت نہیں کہ کسی صحابی یا تابعی نے ان کے ساتھ تبرک والا ایسا سلسلہ جاری کیا ہو، بلکہ انہوں (دیگر صحابہ وتابعین) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر مبنی اقوال و افعال اور طریقہ کار میں پہلوں کی پیروی پر اکتفا کیا، لہٰذا یہ ان کی طرف سے تبرک بالآثار کو ترک کرنے پر اجماع ہے۔'' (الاعتصام: 2/8-9)

۞ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (795ھ) لکھتے ہیں:

''اسی طرح آثار کے ساتھ تبرک کا معاملہ ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے ساتھ تبرک لیا کرتے تھے،لیکن آپس میں وہ ایسا نہیں کرتے تھے، نہ ہی تابعین کرام،صحابہ کرام کے آثار کے ساتھ تبرک لیتے تھے،حالانکہ ان کی قدرو منزلت بہت بلند تھی۔''

(الحِکَم الجدیدۃ، ص 55)

گھٹی تبرک کی ایک صورت ہے،غیر نبی سے تبرک جائز نہیں،لہٰذا گھٹی بھی جائز نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ،تابعین اور اسلاف امت میں سے کسی کا گھٹی دلوانا ثابت نہیں۔

سوال:اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ کو حلال اور حلال کردہ کو حرام کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے جن اشیا کو حلال کیا ہے،اس کو حرام کرنا اور جن کو حرام کیا ہے، ان کو حلال کرنا،شرک ہے اور اس حوالے سے مخلوق کی بات ماننا شرک فی الاطاعت ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿یَآ أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَیِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِینَ﴾(المائدة : ٨٧)

''ایمان والو!ان پاکیزہ چیزوں کو تم حرام نہ کرو،جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کیا ہے، نیز حد سے تجاوز مت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾(التّوبة : ٣١)

''انہوں نے اپنے علما اور راہبوں کو اللہ کے علاوہ رب بنا لیا تھا۔''

۞ اس آیت کی تفسیر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''ان لوگوں نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حلال کردہ چیزوں کو حرام کرتے ہوئے اپنے علما وصوفیا کو جو ''رب'' بنایا تھا، وہ دو طرح سے ہو سکتا ہے؛ ایک تو یہ کہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے علما وصوفیا نے اللہ کے دین کو بدلا ہے، پھر بھی وہ ان کی پیروی کرتے رہے، چنانچہ اپنے بڑوں کی پیروی میں انہوں نے بھی اللہ کے رسولوں کے دین کے خلاف اعتقاد بنالیا، حالانکہ انہیں سب کچھ معلوم تھا، یہ کفر ہے اور اللہ ورسول نے اسے شرک بھی قرار دیا ہے، اگرچہ وہ اپنے علما وصوفیا کے لیے نماز نہ پڑھتے تھے، نہ ان کے سامنے سجدہ کرتے تھے، لہٰذا جو کوئی بھی کسی کی خلاف دین بات جانتے بوجھتے مانے اور اسی پر اپنا اعتقاد رکھے، ان کی طرح مشرک ہوگا۔

دوسرے یہ کہ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرنے اور حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دینے کے بارے میں ان کا اعتقاد درست تھا، لیکن پھر بھی گناہ میں انہوں نے علما وصوفیا کی پیروی کر لی، جس طرح ایک مسلمان گناہ سمجھتے ہوئے بھی کر لیتا ہے، تو اس صورت میں ان کا حکم ان جیسے دوسرے گناہ گاروں جیسا ہوگا (وہ مشرک قرار نہیں پائیں گے)۔''

(مَجموع الفتاوٰی: ۷۰/۷)

۞ نیز لکھتے ہیں:

''جو شخص رسول کے علاوہ کسی ہستی کی اطاعت اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے، اس کے ہر حکم اور ہر ممانعت پر اس کی بات مانتا ہے، خواہ وہ اللہ ورسول کے حکم کے

مخالف ہی کیوں نہ ہو، اس نے اسے اللہ کا شریک بنالیا ہے۔...... یہ وہ شرک ہے، جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں کیا: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ﴾(البقرة : ١٦٥) ''لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں، جو اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں، ان سے ایسے محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے کرنی چاہیے، حالانکہ اہل ایمان اللہ کی محبت میں شدید ہوتے ہیں۔''

(مَجموع الفتاوٰی : ٢٦٧/١٠)

۞ شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ کی شریعت کے خلاف احکامات جاری کرنے والے لوگوں کے متبعین یقیناً مشرک ہیں، یہ بات واضح طور پر دوسری آیات میں مذکور ہے، جیسے مردار کو اللہ کا ذبیحہ کہہ کر حلال قرار دینے پر شیطان کے حکم کی پیروی کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ، وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلٰى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾(الأنعام : ١٢١) ''تم وہ (ذبیحہ) نہ کھاؤ، جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا، یہ (مردار کھانا) فسق ہے، شیاطین اپنے حواریوں کو القا کرتے ہیں، تاکہ وہ تم سے مباحثہ کریں، اگر تم نے ان کی پیروی کر لی، تو مشرک ہو جاؤ گے۔'' اس آیت میں صراحت ہے کہ ان کی پیروی سے وہ مشرک ہو جائیں گے، یہ اطاعت میں شرک ہے اور اللہ کے دین کے خلاف کسی کا قانون وضابطہ تسلیم کر لینا ہی شیطان کی عبادت ہے، اس

سے اللہ تعالیٰ نے یوں منع فرمایا: ﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَابَنِي آدَمَ أَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ، وَأَنِ اعْبُدُونِي هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ﴾(یٰس : ٦٠-٦١) ''اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے وعدہ نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پیروی نہ کرو گے، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے، نیز میری پیروی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔''

(أضوأ البيان : ٨٣/٤)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے اپنے اوپر شہد حرام کیا تھا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے اپنے اوپر شہد کو حرام نہیں کیا، البتہ یہ فرمایا کہ میں اس سے پرہیز کروں گا۔ قرآن میں جو ﴿لِمَ تُحَرِّمُ﴾(التّحريم : ١) ہے، وہ لِمَ تَمْنَعُ کے معنی میں ہے، یعنی اے پیغمبر! آپ خود کو ایسے چیز سے کیوں روکتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے، قرآن پاک میں یہ معنی مستعمل ہے، مثلاً:

❁ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ﴾(القصص : ١٢)

''ہم نے موسیٰ پر دائیوں (کے دودھ) کو روک دیا۔''

سوال: کیا کسی صورت میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے؟

جواب: جھوٹ کبیرہ گناہ ہے، مگر کچھ اُمور ایسے ہیں، جن میں جھوٹ بولنے کی نوبت آجائے، تو جھوٹ بھی بولا جا سکتا ہے۔

❁ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ الكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا، اَوْ يَقُولُ خَيْرًا .

''لوگوں کے درمیان صلح کرانے والا شخص جھوٹا نہیں، وہ خیر و بھلائی کی بات ہی آگے پہنچاتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 2692، صحيح مسلم : 2605)

❁ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تین معاملات میں جھوٹ بولا جا سکتا ہے، جنگ کے دوران (دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے)، لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے اور شوہر بیوی کے ساتھ یا بیوی کا شوہر کے ساتھ (اظہار محبت کرتے ہوئے)۔''

(صحيح مسلم : 2605)

سوال: جس کام کے حلال و حرام ہونے میں اشتباہ ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی کام کے حلال و حرام ہونے کا علم نہ ہو، تو اہل ذکر سے پوچھ لینا چاہیے، البتہ جب تک علم نہ ہو جائے، تو اس مشتبہ کام سے بچنا ضروری ہے، اس سے ورع و تقویٰ قائم رہے گا۔

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''حلال و حرام دونوں واضح ہیں، ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں، بہت سے لوگ انہیں نہیں جانتے، تو جو شبہات سے بچ گیا، اس نے دین و عزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں مبتلا ہو گیا، وہ حرام میں مبتلا ہو گیا، جیسے وہ چرواہا جو چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے، تو قریب ہے کہ وہ اس چراگاہ میں چرائے گا، سن لیں! ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے، خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی

حرام کردہ اشیا ہیں، خبردار! جسم میں ایک لوتھڑا ہوتا ہے، جب وہ درست ہوتا ہے، تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے، جب وہ خراب ہو جاتا ہے، تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، یاد رکھیں! وہ دل ہے۔''

(صحيح البخاري : 52، صحيح مسلم : 1599)

سوال: کیا نماز کی تکمیل کے لیے سلام پھیرنا ضروری ہے؟

جواب: تشہد کے آخر پر نماز کی تکمیل پر سلام پھیرنا ضروری ہے، ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی، کیونکہ نماز کا آغاز اللہ اکبر سے اور اختتام السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے کرنا ضروری ہے، نبی کریم ﷺ نے نماز کا اختتام ہمیشہ سلام سے کیا، کسی اور صنیع سے نماز کی تکمیل نہیں کی۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتی ہیں:

كَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ .

''نبی کریم ﷺ نماز کا اختتام سلام سے کرتے تھے۔''

(صحيح مسلم : 498)

❁ ابومعمر عبداللہ بن سخبرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَمِيرًا كَانَ بِمَكَّةَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : أَنّٰى عَلِقَهَا؟ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ .

''امیر مکہ (نماز کے اختتام پر) دونوں طرف سلام پھیرتے تھے، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: انہوں نے یہ سنت کہاں سے سیکھ لی؟ نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔''

(صحيح مسلم :581)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَإِحْرَامُهَا التَّكْبِيرُ، وَانْقِضَاؤُهَا التَّسْلِيمُ.

''وضو نماز کی چابی ہے، نماز کا آغاز اللہ اکبر سے اور اختتام سلام سے ہی ہوتا ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 16/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس اثر کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(السّنن الكبرىٰ : 174/2)

سوال: تحیۃ المسجد کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت ادا کرنا تحیۃ المسجد کہلاتا ہے، اہل علم کا اجماع ہے کہ تحیۃ المسجد مشروع، مسنون و مستحب عمل ہے، اس کی بڑی تاکید آئی ہے، البتہ اسے واجب کہنا درست نہیں۔ اس بارے میں امر کے الفاظ استحباب پر محمول ہیں۔

❁ حمران بن ابان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے وضو کا پانی لایا، وہ چبوترے پر تشریف فرما تھے۔ انہوں نے اچھی طرح وضو کیا، کہا: میں نے اسی جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح وضو کیا اور فرمایا: جس نے اس طرح وضو کیا اور پھر مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی، اس کے سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: دھوکے میں نہ رہ جانا۔''

(صحيح البخاري : 6433)

❁ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ.

''مسجد میں داخل ہوں تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کر لیں۔''

(صحيح البخاري : 444، صحيح مسلم : 714)

❀ ایک روایت میں ہے:

لَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ .

''اس وقت تک نہ بیٹھئے، جب تک دو رکعت نہ پڑھ لیں۔''

(صحيح البخاري : 444، صحيح مسلم : 714)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ اسْتِحْبَابُ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَهِيَ سُنَّةٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ تحیۃ المسجد کے لیے دو رکعت مستحب ہیں، اس کے سنت ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(شرح صحيح مسلم : 226/5)

❀ مسروق رحمہ اللہ، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

''آپ رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے، میں آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ ایک آدمی نے انہیں سلام کہا تو کہنے لگے: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بالکل سچ فرمایا۔ عرض کیا: وہ کیا؟ فرمانے لگے: علاماتِ قیامت سے ہے کہ آدمی جان پہچان والے کو ہی سلام کہے گا، آدمی مسجد میں داخل ہو کر طول و عرض کو عبور کر لے گا، مگر اس میں دو رکعت نماز نہیں پڑھے گا اور نوجوان بوڑھے کو دو پہاڑوں کے نشیب میں (یہ محاورتاً بولا گیا ہے، دور دراز مقام کی طرف اشارہ ہے) قاصد بنا کر بھیجے گا۔''

(مسند الشاشي : 400، وسندہٗ صحیحٌ)

خیال رہے تحیۃ المسجد واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، دو رکعت ادا کئے بغیر بیٹھنا صحابہ سے ثابت ہے:

❁ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی توبہ کے واقعہ میں کہتے ہیں:

''میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام عرض کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں مسکرائے کہ رخ انور سے ناراضی چھلک رہی تھی۔ فرمایا : آیئے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر (مسجد میں) بیٹھ گیا۔''

(صحيح البخاري : 4418، صحيح مسلم : 2779)

❁ اس حدیث پر امام نسائی رحمہ اللہ باب قائم کرتے ہیں:

اَلرُّخْصَةُ فِي الْجُلُوْسِ فِيهِ وَالْخُرُوْجِ مِنْهُ بِغَيْرِ صَلَاةٍ .

''نماز ادا کئے بغیر مسجد میں بیٹھنے اور نکلنے کی رخصت کا بیان۔''

(سنن النّسائي : 732)

❁ نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَمُرُّ فِي الْمَسَجِدِ، وَلَا يُصَلِّي فِيهِ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز ادا کئے بغیر مسجد سے گزر جاتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :340/1، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ زید بن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''صحابہ کرام مسجد میں داخل ہوتے اور نماز ادا کئے بغیر نکل جاتے۔ میں نے خود سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :340/1، وسندہٗ حسنٌ)

ان تمام آثارِ صحیحہ وحسنہ سے ثابت ہوا کہ تحیۃ المسجد مستحب ہے۔اس کا حکم استحباب وسنیت پر محمول ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَئِمَّةُ الْفَتْوٰی عَلٰی أَنَّ الْأَمْرَ فِي ذٰلِكَ لِلنَّدْبِ .

تمام اربابِ فتویٰ کا اتفاق ہے کہ تحیۃ المسجد کا حکم استحباب پر محمول ہے۔''

(فتح الباري :1/537)

(سوال): خطبہ جمعہ کے دوران آنے والا تحیۃ المسجد ادا کرے گا یا نہیں؟

(جواب): خطبہ جمعہ کے دوران آنے والا دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے گا۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، أَوْ قَدْ خَرَجَ، فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ .

''دورانِ خطبہ مسجد میں آنے والا دو رکعت ادا کرے۔''

(صحيح البخاري : 1166؛ صحيح مسلم : 875)

(سوال): کیا اوقات ممنوعہ میں بھی تحیۃ المسجد ادا کیے جا سکتے ہیں؟

(جواب): تحیۃ المسجد سببی نماز ہے، سببی نمازیں ممنوعہ اوقات میں بھی ادا کی جا سکتی ہیں، لہٰذا جب بھی مسجد میں داخل ہو، اس وقت تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، أَوْ قَدْ خَرَجَ، فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ .

''دورانِ خطبہ مسجد میں آنے والا دو رکعت ادا کرے۔''

(صحيح البخاري : 1166؛ صحيح مسلم : 875)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

''ان احادیث سے ثابت ہوا کہ تحیۃ المسجد ممنوع اوقات میں بھی پڑھی جاسکتی ہے، یہ سببی نماز ہے اور سببی نماز ہر وقت ادا کی جاسکتی ہے۔''

(شرح مسلم: 164/6)

۞ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا، تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''بلال! قبول اسلام کے بعد کون سا عمل ہے، جس پر آپ کو سب سے زیادہ ثواب کی امید ہو؟ میں نے جنت میں آپ کے قدموں کی چاپ سنی ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے سب سے زیادہ اُمید اس عمل پر ہے کہ رات ہو یا دن، جب بھی مَیں نے وضو کیا، تو تحیۃ الوضو ادا کی ہیں۔''

(صحيح البخاري: 1149، صحيح مسلم: 2458)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے تحیۃ الوضو کی فضیلت و سنیت ثابت ہوتی ہے، یہ نماز ممنوع اوقات، مثلاً طلوع آفتاب، زوال، غروب شمس، نماز عصر اور فجر کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہے، کیونکہ یہ سببی نماز ہے۔''

(شرح مسلم: 13/16)

سوال: تحیۃ الوضو کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: وضو کے بعد نوافل پڑھنا تحیۃ الوضو کہلاتا ہے، یہ مشروع و مستحب عمل ہے۔

۞ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''بلال! قبول اسلام کے بعد کون سا عمل ہے، جس پر آپ کو سب سے زیادہ ثواب کی امید ہو؟ میں نے جنت میں آپ کے قدموں کی چاپ سنی ہے۔ سیدنا

بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے سب سے زیادہ اُمید اس عمل پر ہے کہ رات یا دن میں جب بھی مَیں نے وضو کیا، تو تحیۃ الوضوادا کی ہیں۔“

(صحيح البخاري : 1149، صحيح مسلم : 2458)

یہ خواب کا واقعہ ہے، اسے واقعہ معراج سے تعبیر کرنا درست نہیں۔

❁ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اچھی طرح وضو کر کے خشوع وخضوع کے ساتھ دو رکعت ادا کرنے والے مسلمان پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔“(صحيح مسلم : 234)

❁ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو میری طرح وضو کرے، پھر دو رکعت اس طرح پڑھے کہ دل میں کوئی وسوسہ نہ آنے پائے تو اس کے پچھلے (تمام صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

(صحيح البخاري : 159؛ صحيح مسلم : 1934)

سوال: سفر میں نماز قصر کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سفر میں نماز قصر کرنا مشروع وجائز ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی رخصت ہے، اسے اختیار کرنا مسنون ہے۔ البتہ اگر کوئی سفر میں پوری نماز بھی پڑھ لے، تو جائز ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نماز قصر بھی کر لیتے تھے اور پوری بھی پڑھ لیتے تھے، اسی طرح روزہ چھوڑ بھی دیتے تھے اور رکھ بھی لیتے تھے۔“

(سنن الدّارقطني : 2298، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ﴾ ''اگر تم خوف کی حالت میں ہو، تو نماز قصر کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔'' لیکن اب تو لوگ امن میں ہیں (لہٰذا اب قصر نہیں کرنی چاہیے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی طرح مجھے بھی تعجب ہوا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر صدقہ کیا ہے، لہٰذا اس کے صدقہ کو قبول کریں۔''

(صحیح مسلم : 686)

سوال: بیماری کی وجہ سے نماز میں کیا تخفیف ہے؟

جواب: نماز ہر صورت میں فرض ہے، البتہ مختلف حالتوں میں اس میں تخفیف کی گئی ہے، بیمار آدمی اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا، تو وہ بیٹھ کر پڑھ لے، ورنہ لیٹ کر، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو، تو اشارے سے پڑھ لے، مگر کسی صورت ترک کرنا جائز نہیں، اگر وضو نہیں کر سکتا، تو پاک مٹی سے تیمّم کر لے، اسی طرح دو نمازوں کو جمع کر لے، جماعت میں حاضر نہیں ہو سکتا، تو گھر میں ہی ادا کر لے، علی ہذا القیاس بہت سے آسانیاں ہیں، جو بیمار شخص کے لیے کی گئی ہیں، مگر سانس چلنے تک نماز کی ادائیگی ضروری ہے، یہ بھی یاد رہے کہ بیماری کی وجہ سے اس کے اجر و ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی۔

❁ سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ، أَوْ سَافَرَ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا .

''اگر کوئی حالت اقامت یا صحت یابی میں نیک عمل کرتا ہے، اسے بیماری یا سفر

میں بھی ویسے ہی اجر ملتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 2996)

سوال: اگر کوئی نماز پڑھنا بھول جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص کسی وجہ سے نماز پڑھنا بھول جائے، تو جب بھی یاد آئے، فوراً ادا کر لے، خواہ نماز کا وقت گزر بھی چکا ہو۔ بھول پر مؤاخذہ نہیں۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا .

''جو نماز پڑھنا بھول جائے یا سویا رہے، اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب اسے یاد آئے، نماز پڑھ لے۔''

(صحيح البخاري : 597، صحيح مسلم : 684)

سوال: زہر پینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: زہر پینا حرام ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ يَعْنِي السَّمَّ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام دوا یعنی زہر سے منع فرمایا۔''

(سنن التّرمذي : 2045، وسندهٗ حسنٌ)

اگر کوئی جان بوجھ کر زہر پی لیتا ہے اور اس کی موت واقع ہو جاتی ہے، تو یہ خودکشی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے زہر پی کر خودکشی کی، تو (روز قیامت) زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ جہنم میں ایک لمبی مدت تک زہر پیتا رہے گا۔''

(صحيح البخاري : 5778، صحيح مسلم : 109)

تنبیہ:

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے زہر پینا ثابت نہیں۔

❁ ابوسفر رحمہ اللہ اور ابو بردہ بن ابی موسیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مقامِ حیرہ کی طرف گئے، تو قبیلہ بنو مرازبہ کے ہاں قیام کیا، آپ رضی اللہ عنہ کے پاس زہر لایا گیا، آپ نے اسے پکڑا، ہتھیلی پر رکھا اور بسم اللہ پڑھ کر نگل گئے۔ اللہ کے حکم سے اس زہر نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 548/6، المُعجم الكبير للطّبراني : 105/4)

روایت ضعیف ہے۔ ابوسفر اور ابو بردہ دونوں کا سیدنا خالد بن ولید سے سماع نہیں۔

❁ اسی طرح کی روایت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔

(فضائل الصّحابة لأحمد : 1481)

جس روایت میں زہر پینے کا ذکر ہے، وہ ضعیف ہے، اس میں سفیان بن عیینہ اور اسماعیل بن ابی خالد کا عنعنہ ہے، سماع کی تصریح نہیں ملی۔ بلاشبہ یہ سند صحیح بخاری میں مذکور ہے، مگر وہاں زہر پینے کے الفاظ ذکر نہیں ہوئے۔ اُصول یہ ہے کہ بخاری و مسلم کے علاوہ مدلس کے وہی الفاظ معتبر ہوں گے، جہاں سماع کی تصریح ہوگی۔

سوال: حرام اشیا سے علاج کرنا کیسا ہے؟

جواب: حرام اشیا سے علاج کرنا جائز نہیں۔

❀ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا طارق بن سوید جعفی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کی بابت سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع کر دیا یا ایسا کرنا ناپسند فرمایا، عرض کیا: میں تو بہ طور دوائی استعمال کرتا ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دوائی نہیں، بیماری ہے۔''

(صحیح مسلم : 1984)

مسلمان حکما و اطبا کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے حلال اشیا میں علاج تلاش کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کا علاج بھی اتارا ہے۔

سوال: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوتراب'' رکھنے کی وجہ کیا تھی؟

جواب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوتراب'' خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کنیت کو بہت پسند کرتے تھے۔

❀ ایک شخص سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا:

''مدینہ کا فلاں امیر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر برا بھلا کہتا ہے، پوچھا: کیا کہتا ہے؟ کہا: وہ منبر پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کہتا ہے، سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہنس دیے اور فرمایا: بخدا! یہ نام تو ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا، یہ نام تو ان کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔ راوی نے پوری حدیث سننے کی غرض سے عرض کیا: ابوعباس! یہ کب کا واقعہ ہے؟ فرمایا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، پھر مسجد جا کر لیٹ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے پوچھا کہ آپ کے عم زادے کہاں ہیں؟ عرض کیا: مسجد میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد آئے، دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے ہیں، نیچے سے چادر سرک گئی ہے اور مٹی ان

کی پیٹھ کو لگ رہی ہے، نبی کریم ﷺ مٹی کو جھاڑنے لگے اور فرمایا: ابوتراب! اٹھ جائیے، ابوتراب! اٹھ جائیے۔"

(صحيح البخاري : 3703، صحيح مسلم : 2409)

(سوال): مٹی کھانا کیسا ہے؟

(جواب): مٹی کھانا جائز نہیں، یہ صحت کے لیے مضر ہے اور جو شے صحت کے لیے نقصان دہ ہو، اس کو کھانا جائز نہیں۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرة : ١٩٥)

"اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔"

(سوال): نماز تراویح کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

(جواب): نماز تراویح کا وقت نماز عشاء سے لے کر سحری تک رہتا ہے، اس دوران کسی بھی وقت ادا کی جاسکتی ہے، نماز تراویح عشاء سے پہلے پڑھنا بدعت ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

"تراویح میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ اسے نماز عشا کے بعد ادا کیا جائے، اس پر سلف امت اور ائمہ اسلام کا اتفاق ہے۔ جس نے عشا سے پہلے تراویح ادا کی، اس نے سنت کے مخالفین اہل بدعت کا رستہ اختیار کیا۔"

(الاختيارات لشيخ الإسلام ابن تيمية لابن عبد الهادي، ص 41)

(سوال): کیا عورتیں بھی تراویح پڑھیں گی؟

(جواب): عورتوں اور بچوں کے لیے بھی نماز تراویح مشروع و مستحب ہے۔

❁ علمائے احناف لکھتے ہیں:

اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِيعًا بِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ مُنْكِرُهَا مُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مَرْدُودُ الشَّهَادَةِ .

''تراویح مردوں اور عورتوں سب کے لیے مؤکد سنت ہے، اس پر صحابہ اور بعد والے ائمہ کا اجماع ہے، اس کا منکر بدعتی گمراہ ہے اور اس کی شہادت قبول نہیں۔''

(غنية المستملي لإبراهيم الحلبي، ص 382، مَجمع الأنهر لشيخي زاده : 135/1، حاشية الطّحطاوي، ص 411)

❁ علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

اَلتَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِمُوَاظَبَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِجْمَاعًا .

''تراویح مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ خلفائے راشدین نے اس پر ہمیشگی کی ہے۔''

(الدّرّ المختار : 43/2)

سوال: کیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اجماع ہے؟

جواب: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اجماع ہے۔

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا فَضْلُهُ عَلٰى سَائِرِ الصَّحَابَةِ فَهُوَ مِمَّا اجْتَمَعَ عَلِيهِ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَأَمَّا عِلْمُهُ فَكَذٰلِكَ، وَقَدْ حَكٰى أَبُو بَكْرٍ ابْنُ السَّمْعَانِيِّ وَغَيْرُهُ إِجْمَاعَ أَهْلِ السُّنَّةِ عَلِيهِ أَيْضًا .

''سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دیگر صحابہ میں افضل ہونے پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے، اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ کے علم میں فائق ہونے پر بھی اجماع ہے، حافظ ابو بکر ابن سمعانی رحمہ اللہ وغیرہ نے اس پر بھی اہل سنت کا اجماع نقل کیا ہے۔''

(فتح الباري لابن رجب : 112/6)

سوال: کیا خطبہ جمعہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے؟

جواب: خطبہ جمعہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے، بلا عذر بیٹھنا درست نہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ (الجمعة : ١١)

''وہ آپ کو (منبر پر) کھڑے چھوڑ گئے۔''

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ، ثُمَّ يَقُومُ كَمَا تَفْعَلُونَ الْآنَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو جاتے، جیسا کہ اب آپ لوگ کرتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 920، صحيح مسلم :861)

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ وَيَقْرَأُ آيَاتٍ وَّيَذْكُرُ اللّٰهَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر

کھڑے ہو کر آیات تلاوت کرتے اور اللہ کا ذکر کرتے۔ آپ کا خطبہ اور نماز درمیانہ ہوا کرتا تھا۔‘‘(صحیح مسلم : 862، المنتقی لابن الجارود : 296)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

الَّذِي عَلَيْهِ عَمَلُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ عُلَمَاءِ الْأَمْصَارِ مَا يَفْعَلُهُ الْأَئِمَّةُ، وَهُوَ جُلُوسُ الْإِمَامِ عَلَى الْمِنْبَرِ أَوَّلَ مَا يَرْقِي إِلَيْهِ، وَيُؤَذِّنُ الْمُؤَذِّنُ وَالْإِمَامُ جَالِسٌ، فَإِذَا فَرَغَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْأَذَانِ قَامَ الْإِمَامُ فَخَطَبَ خُطْبَةً، ثُمَّ جَلَسَ وَهُوَ فِي حَالِ جُلُوسِهِ غَيْرُ خَاطِبٍ وَّلَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ الْخُطْبَةَ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ يَنْزِلُ عِنْدَ فَرَاغِهِ.

’’تمام علاقوں کے اہل علم ائمہ کا عمل یہ ہے کہ امام منبر پر چڑھ کر بیٹھ جاتا ہے، مؤذن اذان دیتا ہے، امام بیٹھا ہوتا ہے، جب مؤذن اذان سے فارغ ہوتا ہے، تو امام کھڑا ہوتا ہے اور خطبہ دیتا ہے، پھر بیٹھ جاتا ہے اور اس دوران خطاب یا کلام نہیں کرتا، پھر کھڑا ہوتا ہے اور دوسرا خطبہ دیتا ہے، پھر خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے نیچے اتر آتا ہے۔‘‘

(الأوسط في السّنن والإجماع : 58/4)